مُناجات احمدیہ

یعنی

حضرت مسیح موعود مہدی معہود حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور۔ اور

نعت احمدیہ

جنکو

آپ کے خادم خانصاحب محمد منظور الٰہی ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

نے

آپ کی مختلف تصانیف سے جمع کرکے شائع کیا

باہتمام ملک دین محمد مالک دین محمدی پریس لاہور بیرون اکبری دروازہ

بار اول — تعداد ۱۰۰۰ — قیمت ۲ر

۳۰ر دسمبر ۱۹۲۵ء

www.aaiil.org

برادران!

یہ مجموعہ مناجات و نعت حضرت مسیح موعود ؑ کی
اردو نظموں میں سے انتخاب کر کے پیشکش کیا جاتا ہے
ممکن ہے میرے انتخاب میں کچھ نقص ہو۔ تاہم
جس غرض کو مدنظر رکھکر یہ شائع کیا جاتا ہے
وہ ان کے پڑھنے سے بھی باحسن وجوہ حاصل ہو سکتی
ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجات کا نظم میں ادا
کرنا۔ والسلام

خاکسار محمد منظور الٰہی احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدءُ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا
اُس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا
چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر دعوےٰ ہے خدائی کا

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کس طرح شُکر کروں لے میرے سُلطاں تیرا

اک ذرہ بھی نہیں تو نے کیا مجُھ سے فرق
میرے اس جسم کا ہر ذرّہ ہو قربان تیرا

سر سے پا تک ہیں الٰہی تیرے احساں مجھ پر
مجُھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باراں تیرا

تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے
مجھ پہ بے حد ہے کرم اے میرے جاناں تیرا

تخت پر شاہی کے ہے مجھکو بٹھایا تو نے
دین و دنیا میں ہوا مجھ پہ یہ احساں تیرا

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

مجھ پہ وہ لطف کئے تو نے جو برتر زخیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا
کس کے دِل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کس کو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا
پر مرے پیارے یہی کام ترے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا
فضل سے اپنے بچا مجھکو ہر اک آفت سے
صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

جس نے دل تجھ کو دیا ہو گیا سب کچھ اُس کا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثنا خواں تیرا
اس جہاں میں ہی وہ جنت میں ہے بے ریب و گماں
وہ جو ایک پختہ توکّل سے ہے مہماں تیرا
بادشاہی ہے تری ارض و سما دونوں میں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرّہ پہ ہر آں تیرا
میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفّار یہی کہتا ہے قرآں تیرا
صبر جو پہلے تھا اب مجھ میں نہیں ہے پیارے
دُکھ سے اب مجھ کو بچا نام ہے رحمٰن تیرا
ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دوراں تیرا

ہم نے اُلفت میں تری بار اُٹھایا کیا کیا
تجھ کو دِکھلا کے فلک نے ہے دکھایا کیا کیا

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دِلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
کیا ہؤا اگر قوم کا دِل سنگِ خارا ہو گیا

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کِس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھکو خود بن کر گواہ
کردیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزاء
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھکو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت برآر

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پنہ
بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لُطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار
نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اِس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مِرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اِس طوفاں سے پار
میرے سُقم و عیب سے اَب کیجئے قطعِ نظر
تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریاد دوں کو سُن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں ہیں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھکو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
کیا سُلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مُراد
یہ تو تیرے پر نہیں امیّد اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولےٰ اِسطرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے اِن مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار
کِس طرح نپٹیں کوئی تدبیر کچھ بنتی نہیں
بے طرح پھیلی ہیں یہ آفات ہر سو ہر کنار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اے ناخدا
آگیا اِس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار
نورِ دِل جاتا رہا اور عقل موٹی ہو گئی
اپنی کج رائی پہ ہر دل کر رہا ہے اعتبار
جس کو ہم نے قطرۂ صافی تھا سمجھا اور تقی
غور سے دیکھا تو کیڑے اُس میں بھی پائے ہزار
دُوربینِ معرفت سے گند نِکلا ہر طرف
اِس وبا نے کھا لئے ہر شاخِ ایماں کے ثمار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آب پاشی کس طرح
جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار
اِن دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تُو تو ربّ العالمیں ہے اور سب کا شہریار
تیرے آگے محو یا اثبات ناممکن نہیں
جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار
ٹوٹے کاموں کو بنا دے جب نگاہِ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اِک دم میں کر دے تار تار

تو ہی بگڑی کو بنا دے توڑ دے جب بن چکا
تیرے بھیدوں کو نہ پاوے سو کرے کوئی بچار

جب کوئی دِل ظلمتِ عصیاں میں ہووے مبتلا
تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے
اک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

دِل جو خالی ہو گدازِ عشق سے وہ دِل ہے کیا
دِل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبرِ یکتا قرار

فقر کی منزل کا ہے اوّل قدم نفیٔ وجود
پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہرِ یار

تلخ ہوتا ہے ثمر جب تک کہ وہ ہو نا تمام
اِس طرح ایماں بھی ہے جب تک نہ ہو کامل پیار

تیرے مُنہ کی بھوک نے دل کو کیا زیر و زبر
اے مرے فردوسِ اعلےٰ اب گرا مجھ پر ثمار
اے خدا اے چارہ سازِ درد ہم کو خود بچا
اے مرے زخموں کے مرہم دیکھ میرا دلفگار
باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل
ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار
تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار
گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار
جن پہ ہے تیری عنایت وہ بدی سے دُور ہیں
رہ میں حق کی قوتیں اُن کی چلیں بن کر قطار

چھٹ گئے شیطاں سے جو تھے تیری اُلفت کے اسیر
جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بے پائی بہار
سب پیاسوں سے نکو تر تیرے منہ کی ہے پیاس
جس کا دِل اس سے ہے بریاں پا گیا وہ آبشار
جس کو تیری دُھن لگی آخر وہ تجھکو جا ملا
جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار
عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامان دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار
تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرط رہ پر صبر ہے اور ترکِ نامِ اضطرار
اے میرے پیارے جہاں میں تو ہی ہے اک بے نظیر
جو ترے مجنوں حقیقت میں وہی ہیں ہوشیار

اِس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار
کون ہے جس کے عمل ہوں پاک بے انوارِ عشق
کون کرتا ہے وفا بِن اُس کے جس کا دلفگار
غیر ہو کر غیر پر مرنا کسیکو کیا غرض۔
کون دیوانہ بنے اس راہ میں لیل و نہار
کون چھوڑے خوابِ شیریں کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خارِ مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار
عشق ہے جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پر خطر
عشق ہے جو سر جھکا وے زیرِ تیغِ آبدار
اے میرے پیارے بتا تو کس طرح خوشنود ہو
نیک دن ہوگا وہی جب تجھ پہ ہو ویں ہم نثار

جس طرح تو دُور ہے لوگوں سے مَیں بھی دُور ہوں
ہے نہیں کوئی بھی جو ہو میرے دِل کا رازدار
دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دوستی
آملی اُلفت سے اُلفت ہو کے دو دِل پر سوار
دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دِل کرتا ہے جُھک کر دوسرے دل کو شکار
کوئی راہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار
اُس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائے گا زر بے شمار
تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو نہ ہونا سُست اِس میں زینہار

ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار
اس سے خود آ کر ملے گا تم سے وہ یارِ ازل
اس سے تم عرفانِ حق سے پہنو گے پھولوں کے ہار
اے خدا کمزور ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے اُٹھا
ناتواں ہم ہیں ہمارا خود اٹھالے سارا بار
تیری عظمت کے کرشمے دیکھتا ہوں ہر گھڑی
تیری قدرت دیکھ کر دیکھا جہاں کو مردہ وار
کام دکھلائے جو تو نے میری نصرت کے لئے
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے ہر زماں وہ کاروبار
کس طرح تو نے سچائی کو میری ثابت کیا
میں ترے قرباں میری جاں تیرے کاموں پر نثار

ہے عجب اک خاصیت تیرے جمال و حسن میں
جس نے اک چمکار سے مجھکو کیا دیوانہ وار
اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہی میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سدھار
مجھکو کافر کہتے ہیں میں بھی انہیں مومن کہوں
گر نہ ہو پرہیز کرنا جھوٹ سے دیں کا شعار
مجھ پہ اے واعظ نظر کی یار نے تجھ پر نہ کی
حیف اس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار
کشتۂ اسلام بے لطف خدا اب غرق ہے
اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے وار
مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار

وہ لگا دے آگ میرے دِل میں ملّت کیلئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بیشمار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھکو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بیقرار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کیطرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

جنگ روحانی ہے اب اِس خادم و شیطان کا
دِل گھٹا جاتا ہے یا ربّ سخت ہے یہ کارزار
ہر نبیٔ وقت نے اس جنگ کی دی تھی خبر
کر گئے وہ سب دُعائیں با دو چشمِ اشکبار

اے خدا شیطان پہ مجھکو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریفِ نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پنہ فوجِ ملایک کو اُتار
بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایّام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شب ہائے تار
لشکرِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہوگئی قدرت دکھا اے میرے یار
نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بے کار ہے
اب ہماری ہے تری درگاہ میں یا ربّ پکار

کیوں کریں گے وہ مدد اُن کو مدد سے کیا غرض
ہم تو کافر ہو چکے اُن کی نظر میں بار بار

اے میرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دل کھانے کے دِن
کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دِن
اے میرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
کر تو اپنے کرم سے وہ دیں کے پھیلانے کے دِن
پھر بہاریں دیں کی دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات سے

اے میرے سُورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
دِل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دِن
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دِن
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تو آئے گا مَر جانے کے دِن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی لے مرے اے ناخُدا
آ گئے اِس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دِن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دِن
اِک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں

دِل چلا ہے ہاتھ سے لاجلد ٹھہرانے کے دِن
صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اِس دِل کے بہلانے کے دِن

کیا وہ خدا جو ہے تیری جاں کا خدا نہیں
ایماں کی بو نہیں تیرے ایسے جواب میں
گر عاشقوں کی روح نہیں اُسکے ہاتھ سے
پھر کس نے لکھدیا ہے وہ دِل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اُسکے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں۔
جامِ وصال دیتا ہے اُسکو جو مر چکا۔
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں

ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں مِلا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہوگیا
ہے اُس کی گود میں جو گرا اس جناب میں
پھولوں کو جا کے دیکھو اُسی سے وہ آب ہے
چمکے اُسی کا نُور مہ و آفتاب میں
خوبوں کے حُسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حُسن ہے وہی چمکا حجاب میں
اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تارِ زُلف کا
ہجراں سے اُسکے رہتی ہے وہ پیچ و تاب میں
ہر چشم مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
ہر دلِ اُسی کے عشق سے ہے التہاب میں

جن مور کھوں کو کاموں پہ اُسکے یقیں نہیں
پانی کو ڈھونڈھتے ہیں عبث وہ سراب میں
قدرت سے اُس قدیر کی انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں
دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں
ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ مُنہ رہے گا حجاب و نقاب میں

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بُتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اُس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اُسی کو یارو بُتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

کبھی نُصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اُس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو

اُسی کے ہاتھ کو ڈہونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

حمد و ثنا اُسی کو جو ذاتِ جاودانی -
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُسکے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں مرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اُسکی عظمت
لرزاں ہیں اہلِ قربت کروبیوں پہ ہیبت
ہے عام اُس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اس کی صنعت اُس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اُسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اُسکی جود و منّت
اس سے ہے دِل کی بیعت دِل میں ہے اسکی عظمت

بہتر ہے اُسکی طاعت طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سُب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

اِس بن نہیں گذارا غیر اسکے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یارب ہے تیرا احساں مَیں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں

تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کیوں کر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمتِ اتم ہے
کیوں کر ہو حمد تیری کب طاقتِ قلم ہے
تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے قادرِ توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا

غیروں سے دِل غنی ہے جب سے کہ تجھکو جانا
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

احقر کو میرے پیارے اِک دم نہ دُور کرنا۔
بہتر ہے زندگی سے تیرے حضور مرنا۔
وَاللہ خوشی سے بہتر غم سے تیرے گذرنا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دُعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کے امید بھاری
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

فکروں سے دِل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے

ہر غم سے دُور رکھنا نورِ ربِّ عالمین ہے
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اقبال کو بڑہانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دُکھ درد سے چھُڑانا
خود میرے کام کرنا یا ربّ نہ آزمانا
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تو ہے جو پالتا ہے ہر دم سنبھالتا ہے
غم سے نکالتا ہے دردوں کو ٹالتا ہے
کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تونے سکھایا فرقاں جو ہے مدارِ ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دُور ہووے شیطاں

یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانِیْ

تیرا نبی جو آیا اُس نے خُدا دکھایا
دینِ قویم لایا بدعات کو مٹایا
حق کی طرف بُلایا مل کر خُدا ملایا
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانِیْ

قرباں ہیں تجھ پہ سارے جو ہیں مرے پیارے
احساں ہیں تیرے بھارے گِن گِن کے ہم تو ہارے
دِل خوں ہے غم کے مارے کِشتی لگا کنارے
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانِیْ

اِس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے
تجھ سے ہوں میں منوّر میرا تو تُو قمر ہے

تجھ پر مرا توکّل در پر تیرے یہ سر ہے
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جب تجھ سے دِل لگایا سو سو ہے غم اُٹھایا
تن خاک میں ملایا جاں پر وبال آیا۔
پر شُکر اے خدایا جاں کھو کے تجھکو پایا
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دیکھا ہے تیرا منہ جب چمکا ہے ہم پہ کوکب
مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبالب
تیرے کرم سے یا ربّ میرا یہ آیا مطلب
یہ روز کر مُبارک سُبحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دنیا بھی اِک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی ہے تباہی
یہ روز کر مُبارک سُبحانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے دوستو پیارو عقبےٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو
دنیا ہے جائے فانی دِل سے اسے اتارو
یہ روز کر مُبارک سُبحانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جی مت لگاؤ اس سے دِل کو چھڑاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے
یارو یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اِس سے
یہ روز کر مُبارک سُبحانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کروں کیوں کر ادا میں شکر باری
فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری
میرے سر پر ہے منّت اسکی بھاری
چلی اُس ہاتھ سے کشتی ہماری
میری بگڑی ہوئی اُس نے بنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں ہیں مرے سر پہ ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کردیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے

شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے
اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر
خدا نے اُن کی عظمت سب اُڑا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری اُس نے ہر اک عزّت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی

مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی
سعادت دی، ارادت دی، وفا دی

ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی

محبت غیر کی دِل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دِل کو کیا سُنا دی

دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ امیّد
کہ ہوگا میرے پر یہ فضلِ جاوید

ملی یوسف کی عزت لیک بے قید
نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مراد آئی گئی سب نامرادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تری رحمت عجب ہے اے مرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار
غریقوں کو کرے اِک دم میں تو پار
جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار
وہ ہو آوارہ ہر دشت ووادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے در کے ہوئے اور تجھکو مانا

ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مُصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اُس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا مَیں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
میں کیوں کر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات

میری خاطر دکھائیں تو نے آیات
ترحم سے میری سُن لی ہر اک بات
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات
عطا کیں تو نے سب میری مرادات
پڑے پیچھے مرے جو غول بد ذات
پڑی آخر خود اُس موذی پہ آفات
ہُوا انجام سب کا نامرادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
بنائی تو نے پیارے میری ہر بات
دکھائے تو نے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات
بداندیشوں کو تو نے کر دیا مات

ہر اک بگڑی ہوئی تو نے بنا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

تری نصرت سے اب دشمن تبہ ہے
ہر اک جا میں ہمارا تُو پنہ ہے

ہر اک بدخواہ اب کیوں روسیاہ ہے
کہ وہ مثلِ خسوفِ مہر و ماہ ہے

سیاہی چاند کی منہ نے دکھادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

ترے فضلوں سے جاں بستاں سرا ہے
ترے نوروں سے دل شمس الضحےٰ ہے

اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے
وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے

کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے
پھر آخر ایک دن روزِ جزا ہے
بدی کا پھل بدی اور نامرادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وُہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں ربّ البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مجھے اُس یار سے پیوندِ جاں ہے
وُہی جنت وُہی دارالامان ہے
بیاں اُس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبّت کا تو اِک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
تری رحمت کی کچھ قلّت نہیں ہے
تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے۔ کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کِس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کِس کو سُناؤں
میں اس آندھی کو اب کیوں کر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
کوئی اُس پاک سے جو دِل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب عنبر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریقِ عشق وہ موتی اٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خود روی کب اسکو بھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی
اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی

کہاں تک جوشِ آمال و آمانی
یہ سَو سَو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیوں کر ملے وہ یارِ جانی
کہاں غُربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکر ملکِ جاودانی
یہ مُلک و مال جھوٹی ہے کہانی
بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی
مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی
ذرہ سوچو یہی ہے زندگانی
خدا نے اپنی راہ مجھکو بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے

کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے۔

قُدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اُس سے دِل بے تاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سرِراہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

کوئی اُس پاک سے جو دِل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
آخر اُس کی طرف ہی رحلت ہے
سخت دِل کیسے ہوگئے ہیں لوگ

سر پہ طاعوں ہے پھر بھی غفلت ہے
ایک دنیا ہے مر چکی اَب تک
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

ائے میرے ربّ رحماں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے
ائے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اِک اژدہا یہی ہے
دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مِرا یہی ہے
جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

کہتے ہیں جوشِ اُلفت یکساں نہیں ہے رہتا
دِل میں مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے
ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے
مُشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا
جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے
اِس عشق میں مصائب سَو سَو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اُس نے مجھکو دیا یہی ہے

حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اُس دلبرِ ازل نے مجھکو کہا یہی ہے

جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دِل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے

مجھ کو وہ ہیں ڈرانے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سُو ہوا یہی ہے

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہوشیار ساری دُنیا اک باؤلا یہی ہے

اس رہ میں اپنے قصّے تم کو مَیں کیا سُناؤں
دُکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دِل کر کے پارہ پارہ چاہوں مَیں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لَنْ تَرَانِیْ تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بُکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تُو ہے فضل والا ہم پر کھُلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اِک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

حق پرستی کا مِٹا جاتا ہے نام
اِک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دِل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے

وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

میں عاجز ہوں کچھ بھی نہیں خاک ہوں
مگر بندۂ درگہِ پاک ہوں
میں قرباں ہوں دل سے تری راہ کا
نشاں دے مجھے مردِ آگاہ کا
نشاں تیرا پاکر وہیں جاؤں گا
جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھہراؤں گا
کرم کرکے وہ راہ اپنی بتا
کہ جسمیں ہوا ے میرے تیری رضا
تیرے نام کا مجھ کو اقرار ہے
تیرا نام غفّار وستّار ہے

بلا ریب تو حیّ و قدّوس ہے
مرے بن ہر اک راہ سالوس ہے

مجھے بخش اے خالق العالمیں
تو سبّوح و انی من الظالمین

میں تیرا ہوں اے میرے کرتار پاک
نہیں تیری راہوں میں خوف ہلاک

تیرے در پہ جاں میری قربان ہے
محبت تری خود مری جان ہے

وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو
وہ دے مجھکو دکھلا کے اسرار کو

خطا وار ہوں مجھ کو وہ راہ بتا
کہ حاصل ہو جس رہ سے تیری رضا

کہ پردے میں قادر کے اسرار ہیں
کہ عقلیں وہاں ہیچ و بیکار ہیں

تو یک قطرہ داری نہ عقل و خرد
مگر قدر تش بحر بے حد و عد

اگر بشنوی قصۂ صادقاں
مجنیاں سرِ خود چو مستہزیاں

تو خود را خردمند فہمیدۂ
مقاماتِ مرداں کجا دیدۂ

جو عشّاق اُس ذات کے ہوتے ہیں
وہ ایسے ہی دڑ وڑ کے جاں کھوتے ہیں

وہ اُس یار کو صدق دکھلاتے ہیں
اِسی غم میں دیوانہ بن جاتے ہیں

وہ جاں اُس کی راہ میں فدا کرتے ہیں
وہ ہر لحظہ سَو سَو طرح مرتے ہیں

وہ کھوتے ہیں سب کچھ بصدق و صفا
مگر اُس کی ہو جائے حاصل رضا

یہ دیوانگی عشق کا ہے نشاں
نہ سمجھے کوئی اس کو جز عاشقاں

خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں
وہ لعنت سے لوگوں کی کب ڈرتے ہیں

وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے
نہیں کوئی اُن کا بجز یار کے

وہ جاں دینے سے بھی نہ گھبراتے ہیں
کہ سب کچھ وہ کھو کر اُسے پاتے ہیں

وہ دلبر کی آواز بن جاتے ہیں
وہ اُس جاں کے ہمراز بن جاتے ہیں

وہ ناداں جو کہتا ہے در بند ہے
نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے

نہیں عقل اُسکو نہ کچھ غور ہے
اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں
خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں

اگر اُس طرف سے نہ آوے خبر
تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر

طلبگار ہو جائیں اُس کے تباہ
وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ

مگر کوئی معشوق ایسا نہیں
کہ عاشق سے رکھتا ہو یہ بغض و کیں

خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے
کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے

اگر وہ نہ بولے تو کیوں کر کوئی
یقین کر کے جانے کہ ہے مختفی

وہ کرتا ہے خود اپنے بھگتوں کو یاد
کوئی اُس کی راہ میں نہیں نامراد

خدا پر خدا سے یقین آتا ہے
وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے

کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل
تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل

کہ دلدار کی بات ہے اِک غذا
مگر تُو ہے منکر تجھے اس سے کیا

نہیں تجھکو اس راہ کی کچھ بھی خبر
تو واقف نہیں اس سے اے بے ہنر

وہ ہے مہربان و کریم و قدیر
قسم اُسکی۔ اُسکی نہیں ہے نظیر

جو ہوں دِل سے قربان ربّ جلیل
نہ نقصاں اٹھاویں نہ ہوویں ذلیل

جو برباد ہونا کرے اختیار
خدا کیلئے ہے وہی بختیار

جو اُس کے لئے کھوتے ہیں پاتے ہیں
جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں

وہی وَحدَہٗ لَاشَرِیک اور عزیز
نہیں اُسکی مانند کوئی بھی چیز

اگر جاں کروں اُسکی رہ میں فدا
تو پھر بھی نہ ہو شکر اُسکا ادا

اس ذات پاک سے جو کوئی دِل لگاتا ہے
آخر وہ اُس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے
جن کو نشانِ حضرتِ باری ہوا نصیب
وہ اُس جنابِ پاک سے ہر دم ہوئے قریب
کھینچے گئے کچھ ایسے کہ دُنیا سے سو گئے
کچھ ایسا نور دیکھا کہ اُس کے ہی ہو گئے

بن دیکھے کیسے پاک ہو انساں گناہ سے
اِس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اُسکی چاہ سے
تصویرِ شیر سے نہ ڈرے کوئی گوسپند
نے مارِ مردہ سے ہے کچھ اندیشۂ گزند
پھر وہ خدا جو مُردہ کی مانند ہے پڑا
پس کیا امید ایسے سے اور خوف اِس سے کیا
ایسے خدا کے خوف سے دِل کیسے پاک ہو
سینہ میں اسکے عشق سے کیوں کر تپاک ہو
بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دِل
کیوں کر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں
سو روگ کی دوا یہی وصل الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گنہ سے رہائی ہے
پر جس خدا کے ہونیکا کچھ بھی نہیں نشاں
کیوں کر نثار ایسے پہ ہو جائے کوئی جاں
ہر چیز میں خدا کی ضیا کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دور ہے
جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں
جب مر گئے تو اسکی طرف کھینچے جاتے ہیں

یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنے والوں پہ ہردم نگاہ ہے
ناپاک زندگی ہے جو دُوری میں کٹ گئی
دیوارِ زہدِ خشک کی آخر کو پھٹ گئی
زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں
تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول
جس دل میں رچ گیا ہے محبت سے اسکا نام
وہ خود نشاں ہے نیز نشاں سارے اسکے کام
ہوتا ہے کردگار اسی راہ سے دستگیر
کیا جانے قدر اس کا جو قصوں میں ہے اسیر
وحی خدا اسی رہِ فرخ سے پاتے ہیں۔
دلبر کا بانکپن بھی اس سے دکھاتے ہیں
اے مدعی نہیں ہے ترے ساتھ کردگار
یہ کفر تیرے دیں سے ہے بہتر ہزار بار

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

پسند آتی ہے اُسکو خاکساری
تذلل ہے رہِ درگاہِ باری

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ
کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا
اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہی اصل مدعا
جنّت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کام

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنئ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگبار

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیحِ زمان ہے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جان کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اُس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

تیرے مُنہ ہی کی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمور میرا ہر ذرّہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دِل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اُڑایا ہم نے
تیرا مے خانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خم کا خم مُنہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھُو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے

دِلبرا! مجھکو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دِل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالورے یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجےٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اُس کے وارے اِک ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اُسکی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے
آنکھ اُس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیاء یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

ہم سب نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دِلوں کے اندھے سو سو دِلوں میں پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

بعجلت تمام از دست حکیم قریشی کھنڈیالوی
مورخہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء کو تمام ہوئی